از عدالتِ عظمیٰ[1]

تاریخ فیصلہ: 28 نومبر 1957

راجوی امر سنگھ

بنام

دی سٹیٹ آف راجستھان

(ایس آر داس چیف جسٹس وینکٹاراما آئر، ایس کے داس، اے کے سرکار اور ویوین بوس جسٹس صاحبان)

ریاستی خدمت —ریاستوں کے مدغم سے نئی ریاست کی تشکیل —اثر— ضم ہونے والی ریاست کا ملازم نئی ریاست کی خدمت میں جاری رکھتے ہوئے —حیثیت —اگر منتقلی اور تنخواہ میں اضافے کے احکامات کی تفصیل سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے —ضمانت شدہ معاوضوں پر نچلے درجے میں خاطر خواہ تقرری —اگر منصب میں کمی کے مترادف ہے —آئین ہند، آرٹیکل 311۔

اپیل کنندہ ریاست بیکانیر میں ضلعی اور سیشن جج تھا اور نئی ریاست راجستھان میں اس کے انضمام کے بعد، 7 اگست 1949 کو، نئی ریاست میں خدمات انجام دیتا رہا۔ انضمام کے عہد نامے میں، دیگر باتوں کے ساتھ، یہ فراہم کیا گیا تھا کہ اس طرح کی خدمت کی شرائط ان شرائط سے کم فائدہ مند نہیں ہوں گی جن کے تحت وہ یکم نومبر 1948 کو کام کر رہے تھے۔ گزٹ نوٹیفکیشن کے ذریعے اپیل کنندہ کو ایڈہاک سول اور ایڈیشنل سیشن جج مقرر کیا گیا تھا۔ ملازمت کی تنظیم نو کے بعد انہیں کافی حد تک سول جج کے طور پر مقرر کیا گیا اور انہیں درجہ C (سول ججوں اور منسفوں) میں رکھا گیا اور ایکٹ نمبر 18 کو جونیئروں کی فہرست میں رکھا گیا، لیکن ان کی پرانی تنخواہ اور مشارع ضمانت کے طور پر برقرار رہیں۔ تاہم، اس طرح کی تقرری سے پہلے انہیں ضلعی اور سیشن جج کے طور پر منتقلی اور تنخواہ میں اضافے کے بعض احکامات میں بیان کیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ کا رخ کیا اور دلیل دی کہ آئین کے آرٹیکل 311 کے تحت وجہ بتانے کا موقع فراہم کیے بغیر اسے عہدے سے ہٹا دیا گیا ہے۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ تقرری کو ایڈہاک تقرری کے طور پر سمجھا جانا چاہیے جب تک کہ اسے آئین کے تحت باقاعدہ نہیں کیا جاتا۔ یہ حکومت نے عدالت عالیہ کے فیصلے کے بعد کیا تھا اور اپیل کنندہ کو دوبارہ سول جج مقرر کیا گیا تھا:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کہ یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ جب کوئی ریاست انضمام کے ذریعے نئی ریاست بنانے کے لیے مربوط ہوتی ہے، تو سابقہ حکومت اور اس کے ملازمین کے درمیان خدمات کے تمام معاہدے خود بخود ختم ہو جاتے ہیں اور جو لوگ نئی ریاست میں خدمات انجام دینے کا انتخاب کرتے ہیں، یا اس کے ذریعے لیے جاتے ہیں، وہ ایسی قیود و ضوابط پر کام کرتے ہیں جو نئی ریاست نافذ کرنے کا انتخاب کر سکتی ہے۔

ریاست مدراس بمقابلہ، کے ایم راجگوپالن، [1955] 2 ایس سی آر 541، پر انحصار کیا۔

وریندر سنگھ اور دیگر بنام ریاست اتر پردیش، [1955] 1 ایس سی آر 415، حوالہ دیا گیا۔

چونکہ اپیل کنندہ کی نئی ریاست میں اس کی اصل تقرری سے پہلے کی تقرری تمام عبوری اور عارضی نوعیت کی تھی اور براہ کی طرف سے دی گئی ضمانت پوری کی گئی تھی، اس لیے منصب میں کمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آئین کے آرٹیکل 311 کو راغب کیا جا سکے۔

اپیل کنندہ کو اس کے پرانے عہدے پر مقرر کرنے کے لیے نئی حکومت کے کسی عزم کا کوئی اندازہ منتقلی اور تنخواہ میں اضافے کے احکامات میں کی گئی وضاحتوں سے نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ تقرریاں اس غیر معمولی انداز میں نہیں کی جاتی ہیں۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 330، سال 1956۔

رٹ پٹیشن نمبر 76، سال 1954 میں راجستھان عدالت عالیہ کے 5 ستمبر 1955 کے فیصلے اور ڈگری سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے اے وی وشوناتھ شاستری اور رتنا پارکھی اے جی۔

مدعاعلیہ کی طرف سے آر گنپتی آئیر، رام اوتار گپتا اور ٹی ایم سین۔

28.1957 نومبر۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ جسٹس بوس نے دیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ اپیل آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت حکم امتناعی کے لیے ایک رٹ پٹیشن سے پیدا ہوتی ہے۔

اپیل کنندہ سابقہ ریاست بیکانیر میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تھا۔ انہیں 29 جنوری 1948 کو 700-40-500 روپے کے درجے میں مقرر کیا گیا تھا اور انہوں نے 7 اپریل 1949 تک اس طرح کام کیا۔

اس تاریخ کو اعلی معاہدہ کرنے والی جماعتوں کے دستخط شدہ عہد نامے کے ذریعے متعدد ریاستوں (بشمول سابقہ ریاست بیکانیر) کے انضمام سے ایک نئی ریاست راجستھان تشکیل دی گئی۔

عہد نامے کا آرٹیکل (1) XVI اس طرح چلتا ہے:

"ریاست ہائے متحدہ امریکہ اس طرح یا تو سابقہ راجستھان ریاست اور ہر نئی عہد نامہ ریاستوں کے عوامی خدمات کے مستقل اراکین کی خدمات میں ان شرائط پر تسلسل کی ضمانت دیتا ہے جو ان شرائط سے کم فائدہ مند نہیں ہوں گی جن پر وہ یکم نومبر 1948 کو خدمات انجام دے رہے تھے یا متناسب پنشن یا سبکدوشی پر معقول معاوضے کی ادائیگی۔"

انضمام میں لازمی طور پر متعدد مربوط ریاستوں میں مختلف خدمات کی تنظیم نو شامل تھی۔ عدالتی پہلو پر یہ پایا گیا کہ مجموعی طور پر ضلع اور سیشن ججوں کی اٹھائیس عدالتیں تھیں۔ مربوط ریاست میں صرف پندرہ رکھنے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ تنظیم نو میں وقت لگا اور وقفے میں کچھ عبوری انتظامات کرنے پڑے۔ یہ انتظامات 25 مئی 1950 کے راجستھان گزٹ نوٹیفکیشن میں بیان کیے گئے ہیں۔ ہم متعلقہ اقتباسات شامل کرتے ہیں:

"4, ضمیمہ F میں .... ضمیمہ A سے E میں مخصوص عہدوں کی ایڈہاک بنیاد پر عارضی تقرری کا اشارہ دیا گیا ہے۔

....

6. اس حکم نامے سے منسلک مختلف ضمیمہ جات میں مذکور تمام تقرریاں عارضی ہیں۔ ان میں سے کسی بھی مقرر کردہ افسر کی تنخواہ متاثر نہیں ہو رہی ہے اور وہ اگلے احکامات تک اپنی موجودہ تنخواہیں لیتے رہیں گے۔ تمام تقرریاں راجستھان میں عدالتی خدمات کی تشکیل کے لیے جانبداری کے بغیر ہیں جو اس کے لیے بنائے جانے والے قواعد کے مطابق تشکیل دی جائیں گی۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ضمیمہ F کا عنوان اسطرح ہے۔

"دیوانی اور سیشن عدالتوں میں عدالتی افسران کی ایڈہاک تقرری۔"

اپیل کنندہ کو حصہ II میں اس عنوان کے تحت جے پور ڈویژن میں دیوانی اور ایڈیشنل سیشن جج کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔

لیکن اس نوٹیفکیشن سے پہلے، یعنی 9 دسمبر 1949 کو، اپیل کنندہ کو نئی راجستھان حکومت کی طرف سے درج ذیل حکم موصول ہوا:

"ضلع اور سیشن جج، چورو، شری امر سنگھ کو ضلع اور سیشن جج، گنگا نگر کے طور پر منتقل کر دیا گیا ہے۔"

دیگر تنازعات کے علاوہ، اپیل کنندہ اس پر انحصار کرتا ہے کہ یہ نئی حکومت کی طرف سے اسے اپنے اصل عہدے پر برقرار رکھنے کے لیے ایک انتخاب ہے اور اس کا دعوی ہے کہ وہ بعد میں اپنا ذہن تبدیل نہیں کر سکتا اور اس کی خدمت کو عارضی نہیں بنا سکتا جیسا کہ اس نے ابھی حوالہ کردہ نوٹیفکیشن میں کیا تھا۔

نوٹیفکیشن کے دو ماہ بعد، یعنی 31 جولائی 1950 کو، اپیل کنندہ کا سالانہ اضافہ واجب الادا ہو گیا اور حکومت نے اسے درج ذیل شرائط میں منظور کیا:

"23 مارچ 1950 سے بیکانیر ڈویژن میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شری راجوی امر سنگھ کو روپے700-40-500 کے پیمانے پر ماہانہ 40 روپے کے مقررہ اضافے کی منظوری دی گئی ہے، جس سے ان کی تنخواہ 540 روپے سے بڑھ کر 580 روپے ہو گئی ہے۔"

جب حتمی تنظیم نو نافذ ہوئی اور ضلع اور سیشن ججوں کی اٹھائیس عدالتیں کم ہو کر پندرہ رہ گئیں تو اپیل کنندہ کو 25 مئی 1950 کو ایڈہاک بنیاد پر سول اور ایڈیشنل سیشن جج کے طور پر تعینات کیا گیا۔

11 ستمبر 1950 کو، اپیل کنندہ نے 25 مئی 1950 کو ایڈہاک سول اور ایڈیشنل سیشن جج کے طور پر اپنی تقرری کے خلاف حکومت راجستھان کے سامنے دوبارہ پیش کش کی۔ وہ عدالت عالیہ میں اپنی رٹ پٹیشن میں کہتا ہے کہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"اسے یہ سمجھنے کے لیے کہا گیا کہ یہ ایڈہاک تقرری مستقل بنیادوں پر مربوط قائم شدہ میں مناسب عہدے کے لیے سرکاری ملازمین کے دعووں پر جانبداری کے بغیر تھیں۔"

اس الزام کو مخالف فریق نے تسلیم کیا تھا۔

بعد میں، انہیں 23 اپریل 1951 کو سول جج کے طور پر مقرر کیا گیا۔ انہیں درجہ C (سول ججوں اور منسفوں) میں رکھا گیا اور جونیئر عہدوں کی فہرست میں 18 ویں نمبر پر رکھا گیا۔ اس کی تنخواہ اور مشارع پہلے کی طرح تھیں اور اس نے وہی درجہ بندی برقرار رکھی، یعنی 700-40-500 روپے ۔ان کی کمائی ہوئی تنخواہوں میں اضافہ متاثر نہیں ہوا اور، سوائے نام کی تبدیلی کے، ان کی ملازمت کے حالات اس وقت سے بدتر نہیں تھے جب وہ بیکانیر ریاست کی خدمت میں تھے۔ ہمیں ان کے وکیل نے آخری دو حقائق بتائے تھے۔ وہ پیپر بک میں نہیں آتے۔ وہاں جو کچھ بھی پایا جاتا ہے وہ ان احکامات کے حوالے ہیں لیکن خود احکامات کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

اس سے ناراض ہو کر، اپیل کنندہ نے رٹ پٹیشن دائر کی جس میں سے یہ اپیل 3 اپریل 1954 کو اٹھتی ہے۔ ان دلیل یہ تھی کہ ریاست متحدہ راجستھان کی طرف سے دی گئی ضمانت کے تحت، اور دوسری صورت میں بھی ہ نئی ترتیب میں بطور ڈسٹرکٹ اور سیشن جج تعینات ہونے کا حق دار تھا اور 23 اپریل 1951 کی تعیناتی نے اس کی رتبے میں کمی کر دی۔ چونکہ یہ اسے وجہ بتانے کا موقع فراہم کیے بغیر کیا گیا تھا، اس لیے آئین کے آرٹیکل 311 کی خلاف ورزی کی گئی۔

عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ 23 اپریل 1951 کی تقرری، جس کا مقصد اپیل کنندہ کو بنیادی طور پر سول جج کے طور پر مقرر کرنا ہے، غلط ہے اور اسے اس وقت تک ایڈہاک تقرری کے طور پر سمجھا جانا چاہیے جب تک کہ آئین ہند کے مطابق راجستھان کی جوڈیشل سروس میں مناسب تقرری نہیں کی جاتی۔

فاضل ججوں نے مؤقف اختیار کیا کہ چونکہ ایک واضح اعلان کیا گیا تھا کہ راجستھان میں ایک نئی عدالتی خدمات تشکیل دی جانی ہے اور یہ کہ مختلف عہد ساز ریاستوں کے موجودہ افسران کو یقیناً اس میں نہیں لیا جانا تھا، اس کے بعد اس میں تمام تقرریاں نئی بھرتی کے ذریعے ہوں گی، اور چونکہ اس تاریخ کو آئین ہند نافذ تھا، اس لیے ان بھرتیوں کو اس کی توضیعات کے مطابق ہونا چاہیے۔ فاضل ججوں کے سامنے یہ تسلیم کیا گیا کہ آئین کے بعد صرف راجپرمکھ کو ریاست کے امور کے سلسلے میں عوامی خدمات اور عہدوں پر مقرر ہونے والوں کی بھرتی اور خدمات کی شرائط کو منظم

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

کرنے والے قواعد بنانے کا اختیار حاصل ہے جب تک کہ اس سلسلے میں قانون ساز کے ایک ایکٹ کے ذریعے التزام نہ کیا جائے، اور یہ بھی تسلیم کیا گیا کہ ریاستی پبلک سروس کمیشن سے مشورہ کیا جانا چاہیے۔ چونکہ ایسا نہیں کیا گیا تھا، اس لیے فاضل ججوں نے مندرجہ ذیل ہدایت کی:

"درخواست کی اجازت ہے، 23 اپریل 1951 کے نوٹیفکیشن کے ذریعے کی گئی تقرری، جس میں درخواست گزار کی سول جج کے طور پر تقرری بھی شامل ہے، کو ایڈہاک بنیاد قرار دیا جاتا ہے، اور حکومت کو راجستھان جوڈیشل سروس میں پہلی بھرتی کے لیے آئین کی توضیعات کے مطابق ایک مشینری فراہم کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔"

فیصلہ 5 ستمبر 1955 کو سنایا گیا، اور اس کے بعد اپیل کنندہ یہاں آیا اور اسے 16 اپریل 1956 کو اپیل کرنے کی خاص اجازت دی گئی۔

دریں اثنا، معاملے کے مدعاعلیہ کے بیان میں بیان کردہ حقائق کے مطابق، راجستھان حکومت نے ہائی کورٹ کے احکامات کی تعمیل کی، ان کے قواعد کو از سر نو تشکیل دیا اور ان کے مطابق نئی تقرریاں کیں۔ یہ راجستھان گزٹ میں باضابطہ طور پر شائع کیے گئے اور اپیل کنندہ کو بالآخر راجستھان جوڈیشل سروس کے لیے منتخب کیا گیا۔ انہیں سول جج مقرر کیا گیا۔

اپیل کنندہ دلیل یہ ہے کہ 23 اپریل 1951 کے حکم نے اسے عہدے سے ہٹا دیا اور چونکہ اسے وجہ بتانے کا موقع نہیں دیا گیا، اس لیے آئین کے آرٹیکل 311 کی خلاف ورزی کی گئی۔ اگر یہ دلیل درست ہے، تو اس کے بعد ہائی کورٹ کے حکم کے بعد سول جج کے طور پر نئی تقرری بھی انہی وجوہات کی بنا پر خراب ہو گی۔

اب یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ جب ایک ریاست دوسری ریاست میں ضم ہو جاتی ہے، چاہے وہ الحاق، فتح، انضمام یا مدغم کے ذریعے ہو، تو سابقہ حکومت اور اس کے ملازمین کے درمیان خدمات کے تمام معاہدے خود بخود ختم ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد جو لوگ نئی ریاست میں خدمات انجام دینے کا انتخاب کرتے ہیں، وہ اس کے ذریعے ایسے قیود و ضوابط پر کام کرتے ہیں جو نئی ریاست نافذ کرنے کا انتخاب کر سکتی ہے۔ یہ (اگرچہ زیادہ اعلی پیمانے پر) اس اصول کے اطلاق سے زیادہ کچھ نہیں ہے جو مالک اور نوکر کے قانون کی بنیاد رکھتا ہے جب مالکوں کی تبدیلی ہوتی ہے۔ جہاں تک اس عدالت کا تعلق ہے، قانون کا تصفیہ ریاست مدراس بنام کے ایم راجا گوپالن ([1]) کے فیصلے سے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہوتا ہے، جو ریلی بنام دی کنگ ([2]) میں پریوی کونسل اور ہاؤس آف لارڈز اور نوکس بنام ڈونکاسٹر امیگلگیٹڈ کولیریز لمیٹڈ ([3]) کے فیصلے کے بعد ہوتا ہے, جب خود مختاری میں تبدیلی آتی ہے تو جائیداد کے حقوق اور معاہدے کے حقوق کے درمیان فرق کی نشاندہی وریندر سنگھ اور دیگر بنام ریاست اتر پردیش ([4]) میں کی گئی تھی۔

اپیل کنندہ عہد نامے کے آرٹیکل (1) XVI پر پایا جاتا ہے۔ یہ دلیل دی گئی کہ وہ اس پر انحصار نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس میں فریق نہیں تھے لیکن ہمیں اس کا فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ، چاہے یہ نئی ریاست کا قانون سمجھا جائے جو خدمت میں رہنے والوں کی خدمت کی شرائط کو طے کرتا ہے، یہ صرف اتنا کہتا ہے کہ ان کی خدمت کی شرائط ان سے کم فائدہ مند نہیں ہوں گی جن پر وہ یکم نومبر 1948 کو خدمات انجام دے رہے تھے۔ ہم نے اوپر دکھایا ہے کہ یہ شرط پوری ہوتی ہے۔

لیکن اس کے علاوہ، آرٹیکل (1) XVI اشارہ کرتا ہے کہ پرانے معاہدے اسی طرح ختم ہو جاتے ہیں جیسے انہوں نے ریاست مدراس بنام کے ایم راجا گوپالن ([3]) میں کیے تھے۔ سب سے پہلے، تین اختیارات تھے:

(1) خدمت میں تسلسل،

(2) معقول معاوضے کی ادائیگی، اور

(3) متناسب پنشن پر سبکدوشی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرانے معاہدے ختم ہو گئے اور جو لوگ ملازمت میں رہے انہوں نے نئے معاہدوں کی بنیاد پر ایسا کیا، جن کی شرائط کا تعین ہونا ابھی باقی تھا۔ واحد ضمانت (یہ فرض کرتے ہوئے کہ اپیل کنندہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے) یہ تھی کہ نئی شرائط ان شرائط سے کم فائدہ مند نہیں تھیں جن پر اپیل کنندہ یکم نومبر 1948 کو خدمات انجام دے رہا تھا۔ اس بات کی کوئی ضمانت نہیں تھی کہ وہ ایک جیسے یا بہتر ہوں گے۔

4 جون 1949 کے راجستھان گزٹ غیر معمولی میں اس پر زور دیا گیا تھا۔ اس نے پہلے انضمام کے پروگرام کے وسیع خاکے کا حوالہ دیا جو پہلے ہی شائع ہو چکے تھے اور پھر اس پر عمل درآمد کے لیے طریقہ کار اور اصولوں کا خاکہ پیش کیا۔ پیراگراف 6 اس طرح ہے:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"محکمہ جاتی تنظیم نو کی اسکیموں اور کیڈروں کے بارے میں حکومت کی طرف سے حتمی احکامات منظور ہونے کے بعد اور ہر محکمے میں مختلف قسم کے اداروں کے لیے تعداد طے ہونے کے بعد، محکموں کے سربراہ مقرر کردہ قواعد کے مطابق درجہ بندی کی فہرستیں تیار کریں گے اور مستقل، باضابطہ یا خاص کام کیلئے بھیجنا کی بنیاد پر عہدوں پر ہر ایک سرکاری ملازم کے تعین کے لیے تجاویز پیش کریں گے۔

وہ نئے پیمانوں وغیرہ کے تحت ہر گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ دفتر کے لیے قابل قبول تنخواہ کی نظر ثانی شدہ شرحوں کا بھی تعین کریں گے۔"

اور پھر پیراگراف 15-

"حکومت کا یہ ارادہ نہیں ہے کہ کسی بھی سرکاری ملازم کو جہاں تک ممکن ہو ملازمت سے نکال دیا جائے۔ اگر ضروری ہوا تو موثر اور لائق عملے کی خدمات کو نئی ترقیاتی اسکیموں کے سلسلے میں ان کے لیے کام تلاش کرنے کے امکان میں اضافی تعداد کی بنیاد پر عارضی طور پر برقرار رکھا جائے گا۔"

9 دسمبر 1949 کا حکم، جس پر اپیل کنندہ انحصار کرتا ہے، اسے ضلع اور سیشن جج کے طور پر گنگا نگر کی ضلعی عدالت میں منتقل کرنا، مذکورہ بالا کے تابع ہونا چاہیے اور، اگر عہد نامہ کا آرٹیکل XVI (1) لاگو ہوتا ہے، تو اس کے بھی تابع ہونا چاہیے۔ منتقلی کے حکم کو تقرری کے حکم کے برابر نہیں کیا جا سکتا؛ اور کسی بھی صورت میں، نئے کیڈرز قائم نہیں کیے گئے تھے اور تنظیم نو کی مجوزہ اسکیم کے تحت نئی عدالتیں تشکیل نہیں کی گئی تھیں، اس لیے اس مرحلے پر جو کچھ بھی کیا گیا وہ صرف عارضی عبوری انتظامات کا لازمی حصہ ہو سکتا تھا جو نئی ریاست کی طرف سے اسکیموں اور خدمات کی شرائط کے حتمی بندوبست تک زیر التوا ہے۔

25 مئی 1950 کے گزٹ میں شائع ہونے والے احکامات کا اگلا مجموعہ اس بات کو واضح طور پر سامنے لاتا ہے۔ ہم پہلے ہی اس کی شرائط طے کر چکے ہیں۔

25 مارچ 1950 اور 31 جولائی 1950 کے سالانہ اضافہ کی منظوری کے احکامات اپیل کنندہ کی مدد نہیں کرتے ہیں۔

"شری راجوی امر سنگھ، بیکانیر ڈویژن میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ محض وضاحتی ہے جیسا کہ خط پر توثیق سے ظاہر ہوتا ہے۔اس طرح ہے۔

" نقل آگے بھیجی گئی۔

(1)شری امر سنگھ،سول اور ایڈیشنل سیشن جج، جھنجھنو۔"

اپیل کنندہ کو کسی خاص کیڈر اور عہدے پر مستقل طور پر تعینات کرنے کا کوئی عزم کسی مختلف معاملے سے متعلق احکامات میں ان حادثاتی وضاحتوں سے نہیں کیا جا سکتا۔کیڈر میں تقرری اور خدمات کی مصروفیات اس اتفاقی طریقے سے نہیں کی جاتی ہیں۔

نئے کیڈروں اور عدالتوں کے طے ہونے کے بعد 283 اپریل 1951 کو گزٹ کی گئی اصل تقرری کو عدالت عالیہ نے کالعدم قرار دے دیا تھا،اور حکومت راجستھان کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اسے ایڈہاک تقرری کے طور پر مانے۔مدعاعلیہ کے مطابق مقدمے کے اپنے بیان میں،ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد معاملے کو باقاعدہ بنایا گیا اور اپیل کنندہ کو دوبارہ سول جج مقرر کیا گیا۔اگر ایسا ہے تو اسے نئی ریاست میں ان کی پہلی ٹھوس تقرری سمجھا جانا چاہیے۔لیکن انضمام کے بعد چاہے یہ ان کی پہلی اصل تقرری ہو،یا23 اپریل 1951 کی،منصب میں کمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا اور اس لیے آرٹیکل 311 اپنی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔نئی ریاست میں ان کی پچھلی تمام تقرری خالصتاً عبوری اور عارضی تھیں اور جہاں تک عہد نامے کے آرٹیکل XVI (') کا تعلق ہے،اس کی ضمانت پوری ہو چکی ہے۔اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل نامنظور کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document